Al-Watan
Tours & Travels
Hajj & Umrah Group Operator.
Domestic & International Air Ticketing and Visa Services
#:Shop No.15, 16, Shujaiya Bazar, Charminar, Hyderabad.
Ph: 040-66171244 / 9247772786

ST

شجاعیہ ٹائمز

انگریزی ہفت روزہ

Urdu Edition/اردو ایڈیشن

28مارچ 2025 ☆ تعداد صفحات:4 ☆ قیمت:-/10روپے

قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے

قلم کی اہمیت وافادیت سے انکار ممکن نہیں

ہے، دنیا میں جتنی بھی چیزیں پیدا کی گئیں ہیں یہ سب کسی نہ کسی مقصد اور ضرورت کے تحت پیدا کی گئیں ہیں یہاں کوئی چیز بے مقصد اور بیکار پیدا نہیں کی گئیں، قلم بھی انھیں با مقصد اور اہم ضرورت کیلئے وجود میں لایا گیا ہے، قلم اللہ تعالی کی ایک عظیم نعمت ہے اور یہ حصول علم کا اہم ذریعہ بھی ہے، اسی لئے قرآن کریم میں کئی جگہ اللہ تعالی نے قلم کا ذکر فرمایا ہے اور اسکی قسم کھائی گئی ہے، اسلئے قلم کی اہمیت سے انکار نہیں کیا جا سکتا، حضرت قتادہ سے مروی ہے کہ قلم اللہ تعالی کی ایسی عظیم نعمت ہے کہ اسکے بغیر دین کا قیام عمل میں آسکتا ہے اور نہ ہی معاشرتی نظام درست ہوسکتا ہے، قلم نہ صرف یہ کہ خود بادشاہ ہے بادشاہ گر بھی ہے، قلم کی بادشاہت تو یہ ہے کہ وہی بات لکھتا ہے جو حق اور سچ ہے، اسکی گردن پر خون ناحق کا الزام نہیں ہوتا اور یہی قلم بعض اوقات غلط استعمال کی وجہ سے "باطل قلم" بھی ہوجاتا ہے، اسے ناحق قلم بھی کہا جاتا ہے، یہی باطل قلم جب اخبارات کے صفحات سیاہ کرتا ہے تو اسکے ذریعے زرد صحافت وجود میں آتی ہے اور یہ اپنی سرخیوں سے آگ لگاتی ہے، حالانکہ غیر جانب دارنہ صحافت سماج کا آئینہ ہوتا ہے، لیکن یہ اسی وقت ممکن ہے جب یہ بکے نہیں، ڈرے نہیں، انتہائی مضبوطی کے ساتھ اپنی ذمہ داریاں پوری کرے، میڈیا اور صحافت جمہوریت کا چوتھا ستون بھی کہلاتا ہے، آیئے ذرا جانتے ہیں قلم کی تاریخ کیا ہے؟

"قلم کی تاریخ اتنی ہی قدیم ہے جتنی کہ تاریخ انسانی، بلکہ اس کا سراغ اس سے بھی پہلے ملتا ہے اس لئے کہ اول من خلق اللہ القلم یعنی خدا نے سب سے پہلے قلم کو پیدا کیا، جفا القلم جیسی روایات سے بھی قلم کی تاریخی حیثیت اور اس کی اولیت کا پتہ چلتا ہے، جہاں تک قلم کی اہمیت وفضیلت کی بات ہے تو اس کے لئے اتنا ہی کافی ہے کہ خدائے پاک نے اپنی مبارک وعظیم کتاب میں چار اہم مقامات پر اس کا تذکرہ کیا ہے اور 'اللہ ایسا ہے جس نے قلم کے ذریعے انسان کو علم سے آراستہ کیا' حصول علم کے خارجی ذرائع میں سب سے اہم ترین ذریعہ قلم ہے، اسی طرح علم کو تو اللہ کا نور کہا گیا ہے اور ذات حکیم وخبیر نے انسان کے لئے جس چیز کو آلہ علم بنایا اس کی اہمیت کا کیا ٹھکانہ اور یہی نہیں بلکہ خدائے علیم نے تو اپنی دائمی کتاب قران میں قلم نام کی ایک مکمل صورت نازل فرما کر قلم کو فضیلتوں کا تاج پہنا دیا ہے، قلم کے ساتھ ساتھ قرطاس اور سیاہی کا ذکر بھی ضروری ہے، اس لئے کہ بادشاہت، ملک، سرزمین اور ذرائع وسائل کے بغیر کیسے چل سکتے ہیں کاغذ و دوات کی بھی ایک تاریخ ہے، ابتدائی دور میں ریت پتھروں اور موم کی تختیوں پر نوکدار قلم سے کھود کر لکھنے کا کام ہوتا تھا خود عہد رسالت میں چیتھڑوں، ہڈیوں، پتوں اور چمڑوں پر لکھنے کا رواج تھا لیکن بعد کے زمانے نے ترقیات کی بڑی بڑی منازل طے کی، بطور خاص اسلامی عہد میں قلم کو بڑا عروج ملا، بڑی وسعتیں پیدا ہوئیں اور لکھائی کے نئے نئے طریقے ایجاد ہوئے، عہد وسطی کے اوائل میں پرندوں کے پروں سے قلم کا کام لینے کا آغاز ہوا، قلم کی موجودہ شکل کی ابتدا رومن عہد ہی میں ہوچکی تھی لیکن اس کی عمومیت انیسویں صدی میں ہوئی، بڑے پیمانے پر قلم کا کارخانہ سن 1828 میں برمنگھم انگلینڈ میں قائم ہوا، تجارتی طور پر فانٹین پین کی شروعات 1880 میں ہوئی اور بال پین کا رواج 1944 سے عام ہوا" (آؤ قلم پکڑنا سیکھیں صفحہ 18)

"مفسرین نے لکھا ہے کہ قرآن میں قلم کا جو تذکرہ کیا گیا ہے، اس سے مراد عام قلم بھی ہوسکتا ہے، جس میں قلم تقدیر، فرشتوں اور انسانوں کے سارے قلم جن سے کچھ لکھا جاتا ہے اس میں سب داخل ہیں اور خاص قلم تقدیر بھی مراد ہوسکتا ہے اور اس قلم تقدیر کے متعلق حضرت عبادہ ابن صامت رضی اللہ تعالی عنہ کی روایت میں ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ سب سے پہلے اللہ تعالی نے قلم کو پیدا کیا اور اس کو حکم دیا کہ لکھ! قلم نے کہا کہ کیا لکھوں؟ تو حکم دیا کہ تقدیر الٰہی کو، چنانچہ قلم نے حکم کے مطابق ابد تک ہونے والے تمام واقعات اور حالات کو لکھ دیا (ترمذی) صحیح مسلم میں حضرت عبداللہ ابن عمر رضی اللہ عنہ کی حدیث ہے کہ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے تمام مخلوقات کی تقدیر کو آسمان وزمین کی تخلیق سے 50 ہزار سال پہلے لکھ دیا تھا اور حضرت قتادہ رحمہ اللہ نے فرمایا کہ قلم اللہ تعالی کی ایک بڑی نعمت ہے جو اس نے اپنے بندوں کو عطا فرمائی ہے اور بعض حضرات نے فرمایا کہ اللہ تعالی نے پہلے ایک قلم، قلم تقدیر پیدا فرمایا جس نے تمام کائنات ومخلوقات کی تقدیریں لکھیں، پھر دوسرا قلم پیدا فرمایا جس سے زمین پر بسنے والے لکھتے ہیں اور لکھیں گے اس دوسرے قلم کا ذکر سورہ اقرا میں آیا ہے، آیت میں اگر قلم سے مراد قلم تقدیر لیا جائے جو سب سے پہلی مخلوق ہے تو اس کی عظمت اور تمام چیزوں پر ایک برتری ظاہر ہے اس لئے اس کی قسم کھانا مناسب ہوا اور اگر قلم سے مراد عام قلم لئے جائیں جس میں قلم تقدیر اور فرشتوں کے اقلام کے علاوہ انسانوں کے قلم بھی داخل ہیں تو اس کی قسم اس لئے کھائی گئی کہ دنیا میں بڑے بڑے کام سب قلم ہی سے ہوتے ہیں ملکوں کی فتوحات میں تلوار سے زیادہ قلم کا مؤثر ہونا منقول ومعروف ہے، عربی کے ایک شاعر نے اس مضمون کو اپنے ایک شعر میں اس طرح جمع کیا ہے، جس کا مفہوم یہ ہے کہ جب قسم کھائیں بہادر لوگ کسی دن اپنی تلوار کی اور اس کو شمار کریں ان چیزوں میں جو انسان کو عزت وشرف بخشتی ہیں تو کافی ہے لکھنے والوں کا قلم ان کی عزت وبرتری کے لئے ہمیشہ ہمیشہ کے واسطے کیونکہ اللہ نے قسم کھائی ہے قلم کی" (معارف القرآن)

سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ ''سب سے پہلے اللہ تعالی نے قلم کو پیدا کیا اور اس سے فرمایا ''لکھ'' اس نے کہا: کیا لکھوں؟ فرمایا ''تقدیر لکھو'' پس اس دن سے لے کر قیامت تک جو کچھ ہونے والا ہے، اس پر قلم جاری ہوگیا، طبرانی میں مرفوعاً مروی ہے کہ ''سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو اور مچھلی کو پیدا کیا، قلم نے دریافت کیا، کیا لکھوں؟ حکم ہوا، ہر وہ چیز جو قیامت تک ہونے والی ہے''، پھر آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے پہلی آیت کی تلاوت کی، پس نون سے مراد یہ مچھلی ہے اور قلم سے مراد یہ قلم ہے] طبرانی[؟ ابن عساکر کی حدیث میں ہے کہ سب سے پہلے اللہ تعالیٰ نے قلم کو پیدا کیا پھر نون یعنی دوات کو پھر قلم سے فرمایا: ''لکھ'' اس نے پوچھا: کیا؟ فرمایا ''جو ہو رہا ہے اور جو ہونے والا ہے'' عمل، رزق، عمر، موت وغیرہ، پس قلم نے سب کچھ لکھ لیا، اس آیت میں یہی مراد ہے، پھر قلم پر مہر لگا دی اب وہ قیامت تک نہ چلے گا، ابن جریج رحمہ اللہ فرماتے ہیں مجھے خبر دی گئی ہے کہ ''یہ نورانی قلم سو سال کی طولانی رکھتا ہے اور یہ بھی کہا گیا ہے کہ »ن« سے مراد دوات ہے اور »قلم« سے مراد قلم ہے۔ ابن ابی حاتم میں ہے کہ اللہ نے »نون« کو پیدا کیا اور وہ دوات ہے۔ سیدنا ابن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ ''اللہ تعالیٰ نے »نون« یعنی دوات کو پیدا کیا اور قلم کو پیدا کیا، پھر فرمایا ''لکھ'' اس نے پوچھا: ''کیا لکھوں؟'' فرمایا: ''جو قیامت تک ہونے والا ہے''، اعمال خواہ نیک ہوں، خواہ بد، روزی خواہ حلال ہو، خواہ حرام، پھر یہ بھی کہ کون سی چیز دنیا میں کب آئے گی کس قدر رہے گی، کیسے نکلے گی، پھر اللہ تعالیٰ نے بندوں پر محافظ فرشتے مقرر کئے، علماء نے لکھا ہے کہ قلم سے بظاہر مراد یہاں عام قلم ہے جس سے لکھا جاتا ہے جیسے اور جگہ فرمان عالیشان ہے الَّذِیْ عَلَّمَ بِالْقَلَمِ «یعنی ''اس اللہ نے قلم سے لکھنا سکھایا''، پس اس کی قسم کھا کر اس بات پر آگاہی کی جاتی ہے کہ مخلوق پر میری ایک نعمت یہ بھی ہے کہ میں نے انہیں لکھنا سکھایا جس سے علوم تک ان کی رسائی ہو سکے، اس لئے اس کے بعد فرمایا »ن وَالْقَلَمِ وَمَا یَسْطُرُوْنَ (سورۃ القلم) یعنی ''اس چیز کی قسم جو لکھتے ہیں'' اور مفسرین کہتے ہیں ''اس سے مراد وہ قلم ہے جو قدرتی طور پر چلا اور تقدیریں لکھیں آسمان و زمین کی پیدائش سے پچاس ہزار سال پہلے'' اور اس قول کی دلیل میں یہ جماعت وہ حدیثیں وارد کرتی ہے جو قلم کے ذکر میں مروی ہیں۔ مجاہد رحمہ اللہ فرماتے ہیں کہ قلم سے مراد وہ قلم ہے جس سے ذکر یعنی قرآن لکھا گیا۔

گذشتہ ماہ اخبار میں ایک خبر پر نظر پڑی جسکا متن کچھ اسطرح تھا کہ "خبروں اور بیانات کی اشاعت، میڈیا انتہائی احتیاط سے کام لے، انگریزی روزنامہ ٹائمس آف انڈیا کے خلاف ہتک عزت کی سماعت عدالت عظمی کا تبصرہ سپریم کورٹ نے کہا ہے کہ میڈیا میں اہم عہدوں پر کام کرنے والے افراد کو چاہیے کہ وہ کسی بھی بیان، خبر، رائے یا مضامین کی اشاعت سے پہلے بے حد احتیاط اور ذمہ داری سے کام لیں اور کہا کہ آزادی اظہار کا حق انتہائی اہم ہے، جسٹس جے بی پاردی والا اور جسٹس آر مہادیون پر مشتمل بنچ نے اس بات کو دہرایا کہ رائے عامہ ہموار کرنے میں میڈیا کی طاقت انتہائی اہم ہے اور صحافت کے پاس یہ صلاحیت ہے کہ وہ عوام کے جذبات پر اثر انداز ہو اور تصورات میں تیزی کے ساتھ ترمیم لائے، بنچ نے انگریزی روزنامہ ٹائمز اف انڈیا کے ایڈیٹوریل ڈائریکٹر اور دیگر صحافیوں کے خلاف ایک ہتک عزت کیس کو کلعدم کرتے ہوئے یہ تبصرہ کیا، جن پر الزام تھا کہ انہوں نے بعض پینٹنگس کی صداقت کے بارے میں توہین آمیز مواد شائع کیا تھا، ان پینٹنگس کا بڈ اینڈ ہیمر کمپنی کی جانب سے نیلام کیا جانے والا تھا، بنچ نے کہا کہ ہم اس بات پر زور دینا ضروری سمجھتے ہیں کہ دستور ہند کی دفعہ 19(1)(a) کے تحت آزادی اظہار وتقریر کا حق انتہائی اہم ہے، اس کے ساتھ ساتھ اس بات کو دہرایا جاتا ہے کہ میڈیا میں کام کرنے والوں خاص طور پر کلیدی عہدوں پر فائض افراد جیسے مصنفین وغیرہ کو کوئی بھی بیان، خبر یا تبصرہ شائع کرنے سے پہلے انتہائی احتیاط سے کام لینا چاہئے، عدالت عظمی نے اپنے 18 فروری کے فیصلے میں یہ بات کہی، اور انگریزی مصنف بلور لائٹن کا قول دہرایا کہ " قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے "عدالت نے کہا کہ اس کی وسیع تر رسائی کے سبب ایک واحد مضمون یا رپورٹ لاکھوں افراد کے عقائد اور فیصلوں کو متاثر کرسکتی ہے، اس میں یہ صلاحیت ہوتی ہے کہ وہ متعلقہ افراد کی ساکھ کو شدید نقصان پہنچائے جس کے دوررس اور پائیدار اثرات ہوسکتے ہیں، یہ چیز میڈیا رپورٹنگ کی درستگی اور منصفانہ ہونے کی اہمیت کو اجاگر کرتی ہے، خاص طور پر اس وقت جب کسی شخص یا ادارے کی دیانتداری کا معاملہ ہو، ان پہلوؤں کو مدنظر رکھتے ہوئے خبروں کی اشاعت عوام کے مفاد اور بہتری کے لئے ہونی چاہیے"

ملک کے موجودہ حالات میں عدالت عظمی کا یہ تبصرہ بہت اہم ہے، آج ملک کا مین اسٹیریم میڈیا جس طریقے سے زرد صحافت کا ثبوت پیش کر رہا ہے اور اپنی ذمہ داریوں سے راہ فرار اختیار کرکے سماجی، عوامی، ملی اور قومی مسائل کو نظر انداز کررہا ہے اور ایک مخصوص ایجنڈے کے تحت فرقہ وارانہ منافرت پھیلا رہا ہے، غلط بیانی سے کام لیتے ہوئے ملک کو گمراہ کررہا ہے یہ بہت افسوسناک ہے، اسطرح کے پرآشوب حالات میں عدالت عظمی کے اس تبصرے کی اہمیت مزید دوبالا ہوجاتی ہے، ادھر کچھ دنوں سے تلنگانہ حکومت اردو کے غیر جانب دار اخبار روزنامہ منصف کے ساتھ جو رویہ اختیار کررہی ہے یہ بیحد افسوسناک اور شرمناک ہے، ایسا لگتا ہے کہ حکومت خوف زدہ ہوچکی ہے، وہ حقیقت کا سامنا کرنے کیلئے تیار نہیں ہے، حق گوئی اور بے باکی کی سزا کے طور پر صحافت کی کمر توڑنا اور اسے کچلنا حیرت انگیز ہے، حکومت کو اسطرح کے اقدام سے باز رہنا چاہئے، قلم اور صحافت کو غلام بنانے کی کوشش یقیناً حکومت کیلئے نقصاندہ ہے، اسکی بھرپور مذمت ہونی چاہئے اور قلم کی آزادی بہرصورت برقرار رہے اسکی سنجیدہ کوشش ہر فرد کی ذمہ داری ہے، کیونکہ قلم تلوار سے زیادہ طاقتور ہوتا ہے۔

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

28 مارچ 2025 ء

عیدالفطر کے احکام ومسائل

اسلامی مہینوں کا آغاز چاند کی رویت پر مبنی ہے، یعنی چاند کے نظر آنے پر مہینہ ۲۹ دن ورنہ ۳۰ دن کا شمار ہوتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے رمضان کے روزہ کے متعلق امت مسلمہ کو حکم دیا: ''میں سے جو شخص ماہ رمضان کو پالے اس پر لازم ہے کہ پورے مہینے کے روزے رکھے۔ لہذا ماہِ رمضان ودیگر مہینوں کی ابتداء اوران کے اختتام کو احادیث نبویہ کی روشنی میں سمجھنے کی کوشش کریں: ☆ حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: چاند دیکھ کر روزہ رکھو اور چاند دیکھ کر ہی عید کے لئے افطار کرو۔ (بخاری)

عیدالفطر کی رات میں بھی عبادت کرنی چاہئے: ☆ عیدالفطر کی شب میں عبادت کرنا مستحب ہے جیسا کہ حدیث میں ہے کہ حضور اکرم ﷺ نے فرمایا کہ رمضان کے متعلق میری امت کو خاص طور پر پانچ چیزیں دی گئی ہیں جو پہلی امتوں کو نہیں ملیں۔ جن میں سے ایک یہ ہے کہ رمضان کی آخری رات میں روزہ داروں کی مغفرت کردی جاتی ہے۔ صحابہ کرام نے عرض کیا کہ کیا یہ شب مغفرت شبِ قدر ہی تو نہیں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا نہیں بلکہ دستور یہ ہے کہ مزدور کا کام ختم ہوتے ہی اسے مزدوری دے دی جاتی ہے۔ (مسند احمد، بزار، بیہقی، ابن حبان) معلوم ہوا کہ عید کی رات میں بھی ہمیں عبادت کرنی چاہئے اور اِس بابرکت رات میں خرافات میں لگنے اور بازاروں میں گھومنے کے بجائے عشاء اور فجر کی نمازوں کی وقت پر ادائیگی کرنی چاہئے، نیز تلاوتِ قرآن، ذکر واذکار اور دعاؤں میں اپنے آپ کو مشغول رکھنا چاہئے یا کم ازکم نمازِ عشاء اور نماز فجر جماعت کے ساتھ ادا کریں۔

"عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو نئے کپڑے پہنے بلکہ اس کے لئے ہے جو عید سے امن میں (یعنی برے کاموں سے بچتا رہے تاکہ اللہ تعالیٰ کی رحمت و مغفرت کا مستحق ہو اور اس کے عتاب سے امن میں رہے) عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو عود کی خوشبو سے معطر ہو بلکہ اس کے لئے ہے جو توبہ کرنے والا ہو کہ پھر گناہ نہ کرے عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو آرائش دنیا کی زینت اختیار کرے بلکہ اس کے لئے ہے جو تقوی (پرہیزگاری) کو آخرت کے لئے زادراہ بنائے۔ عید اس آدمی کے لئے نہیں ہے جو سواریوں پر سوار ہو بلکہ اس کے لئے ہے جو گناہوں کو ترک کرے۔ اور عید اس آدمی کے لئے نہیں جو (آرائش وزیبائش کے) فرش بچھائے بلکہ اس کے لئے ہے جو پل صراط سے گذر جائے گا"۔

عیدالفطر کے بعض مسائل اور احکام: ۔ اسلام نے عیدالفطر کے موقع پر شرعی حدود کے اندر رہتے ہوئے مل جل کر خوشیاں منانے کی اجازت دی ہے۔ احادیث میں وارد ہے کہ حضور اکرم ﷺ جب ہجرت کرکے مدینہ منورہ تشریف لے گئے تو وہاں دیکھا کہ لوگ دو دنوں کو تہوار کے طور پر مناتے ہیں۔ آپ ﷺ نے جب اہل مدینہ سے دریافت کیا کہ یہ دو دن کیسے ہیں جن میں وہ کھیل کود میں مشغول رہتے ہیں اور خوشیاں مناتے ہیں، تو انصار نے جواب دیا کہ ہم لوگ زمانۂ قدیم سے ان دونوں دنوں میں خوشیاں مناتے چلے آرہے ہیں۔ یہ سن کر حضور اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ اللہ تعالیٰ نے تمہارے لئے ان دو دنوں سے بہتر دو دن مقرر فرمائے ہیں، ایک عیدالفطر اور دوسرا عیدالاضحیٰ۔ (ابوداود) ☆ عیدالفطر کے دن روزہ رکھنا حرام ہے جیسا کہ حضور اکرم ﷺ کے ارشادات میں وارد ہوا ہے۔ ☆ عید کے دن غسل کرنا، مسواک کرنا، حسبِ استطاعت عمدہ کپڑے پہننا، خوشبو لگانا، صبح ہونے کے بعد عید کی نماز سے پہلے کھجور یا کوئی میٹھی چیز کھانا، عید کی نماز کیلئے جانے سے پہلے صدقۂ فطر ادا کرنا، ایک راستہ سے عیدگاہ جانا اور دوسرے راستے سے واپس آنا، نماز کے لئے جاتے ہوئے تکبیر کہنا یہ سب عید کی سنتوں میں سے ہیں۔ ☆ حضور اکرم ﷺ عیدالفطر میں نماز سے پہلے کچھ کھا کر جاتے تھے اور عیدالاضحیٰ میں بغیر کھائے جاتے تھے۔ (ترمذی) ☆ عیدالفطر کے روز نماز عید سے قبل نماز اشراق نہ پڑھیں۔ (بخاری ومسلم) ☆ عیدالفطر کے دن دو رکعت نماز جماعت کے ساتھ بطور شکر یہ ادا کرنا واجب ہے۔ ☆ عیدالفطر کی نماز کا وقت طلوعِ آفتاب کے بعد سے شروع ہوجاتا ہے۔ ☆ عیدالفطر اور عیدالاضحیٰ کی نماز میں زائد تکبیریں بھی کہی جاتی ہیں جنکی تعداد میں فقہاء کا اختلاف ہے، البتہ زائد تکبیروں کے کم یا زیادہ ہونے کی صورت میں امت مسلمہ نماز کے صحیح ہونے پر متفق ہے۔ ۸۰ ہجری میں پیدا ہوئے مشہور فقیہ ومحدث حضرت امام ابوحنیفہؒ نے ۶ زائد تکبیروں کے قول کو اختیار کیا ہے، جس کے متعدد دلائل میں سے تین دلائل پیش خدمت ہیں:

☆ حضرت سعید بن العاص رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ میں نے حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ اور حضرت حذیفہ بن الیمان رضی اللہ عنہ سے سوال کیا کہ رسول اللہ ﷺ عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر میں کتنی تکبیریں کہتے تھے؟ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: چار تکبیریں کہتے تھے جنازہ کی تکبیروں کی طرح۔ حضرت حذیفہ رضی اللہ عنہ نے (حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کی تصدیق کرتے ہوئے) کہا کہ انہوں نے سچ کہا۔ حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے بتایا کہ جب میں بصرہ میں گورنر تھا تو وہاں بھی ایسے ہی کیا کرتے تھے۔ (سنن ابی داؤد۔ باب التکبیر فی العیدین، السنن الکبری للبیہقی۔ باب فی ذکر الخبر الذی قد روی فی التکبیر اربعاً)

☆ احادیث کی متعدد کتابوں میں جلیل القدر صحابی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے عیدین کی چار تکبیریں (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے ساتھ) منقول ہیں۔ یاد رکھیں کہ حضرت امام ابوحنیفہؒ حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کے شاگردوں کے خصوصی شاگرد ہیں، بلکہ حقیقت یہ ہے کہ حضرت امام ابوحنیفہ ہی حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ کی قرآن وحدیث فہمی کے حقیقی وارث بنے۔

☆ امام طحاویؒ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کی وفات کے بعد تکبیراتِ جنازہ کی تعداد میں اختلاف ہوا۔ حضرت عمر فاروقؓ کے عہد خلافت میں حضرات صحابۂ کرام نے باہمی غور وخوض کے بعد اس امر پر اتفاق کیا کہ جنازہ کی بھی چار تکبیریں ہیں نماز عیدالاضحیٰ اور عیدالفطر کی چار تکبیروں کی طرح (پہلی رکعت میں تکبیر تحریمہ کے ساتھ اور دوسری رکعت میں رکوع کی تکبیر کے ساتھ)۔ (طحاوی۔ التکبیر علی الجنائز کم ہو؟) غرضیکہ عہد فاروقی میں اختلافی مسئلہ "تکبیراتِ جنازہ" کو طے شدہ مسئلہ "تکبیراتِ عید" کے مشابہ قرار دے کر چار کی تعیین کردی گئی۔

☆ عید کی نماز کے بعد امام کا خطبہ پڑھنا سنت ہے، خطبہ شروع ہوجائے تو خاموش بیٹھ کر اُس کا سننا واجب ہے۔ جو لوگ خطبہ کے دوران بات چیت کرتے رہتے ہیں یا خطبہ چھوڑ کر چلے جاتے ہیں وہ غلط کرتے ہیں۔

شوال کے ٦ روزے:

حضرت ابوایوب انصاری رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: جس نے رمضان کے روزے رکھے پھر اُس کے بعد چھ دن شوال کے روزے رکھے تو وہ ایسا ہے گویا اُس نے سال بھر روزے رکھے۔ (صحیح مسلم) رسول اللہ ﷺ نے اپنی امت کو بشارت دی ہے کہ ماہِ رمضان کے روزے رکھنے کے بعد شوال کے چھ روزے رکھنے والا اس قدر اجر وثواب کا حقدار ہوتا ہے کہ گویا اس نے پورے سال روزے رکھے، اللہ تعالیٰ کے کریمانہ قانون کے مطابق ایک نیکی کا ثواب کم ازکم دس گنا ملتا ہے، جیسا کہ ارشاد ربانی ہے: جو شخص ایک نیکی لے کر آئے گا اس کو دس نیکیوں کا ثواب ملے گا۔ (سورۃ الانعام) تو اس طرح جب کوئی ماہ رمضان کے روزے رکھے گا تو دس مہینوں کے روزوں کا ثواب ملے گا اور جب شوال کے چھ روزے رکھے گا تو ٦٠ دنوں کے روزوں کا ثواب ملے گا تو اس طرح مل کر بارہ مہینوں یعنی ایک سال کے برابر ثواب ہوجائے گا۔

مذکورہ فضیلت کے علاوہ علماء کرام نے تحریر کیا ہے کہ رمضان المبارک کے روزوں میں جو کوتاہیاں سرزد ہوجاتی ہیں، شوال کے ان چھ روزوں سے اللہ تعالیٰ اس کوتاہی اور کمی کو دور فرمادیتے ہیں۔ اس طرح ان چھ روزوں کی رمضان کے فرض روزوں سے وہی نسبت ہوگی جو سنن ونوافل کی فرض نمازوں کے ساتھ ہے کہ اللہ تعالیٰ سنن ونوافل کے ذریعہ فرض نمازوں کی کوتاہیوں کو پورا فرمادیتا ہے جیسا کہ واضح طور پر نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا ہے۔ شوال کے ٦ روزے مسلسل رکھنا ضروری نہیں ہیں: احادیث میں چھ روزے مسلسل رکھنے کا ذکر نہیں ہے، لہذا یہ چھ روزے ماہ شوال میں عیدالفطر کے بعد لگاتار بھی رکھے جاسکتے ہیں اور بیچ میں ناغہ کرکے بھی۔ غرضیکہ رمضان کے فوراً بعد یا لگاتار رکھنا کوئی شرط نہیں ہے، ماہ شوال میں کبھی بھی مسلسل یا بیچ میں ناغہ کرکے ٦ روزے رکھنے سے یہ فضیلت حاصل ہوجائے گی۔

شوال کے ٦ روزے شروع کرنے کے بعد ان کا مکمل کرنا ضروری نہیں:

اگر کسی شخص نے ان چھ روزوں کو رکھنا شروع کیا، لیکن کسی وجہ سے ایک یا دو روزہ رکھنے کے بعد دیگر روزے نہیں رکھ سکا تو اس پر باقی روزوں کی قضا ضروری نہیں ہے، اسی طرح اگر کوئی شخص ہر سال ان روزوں کے رکھنے کا اہتمام کرتا ہے مگر کسی سال نہ رکھ سکے تو وہ گناہگار نہیں ہے اور نہ ہی اس پر ان روزوں کی قضا واجب ہے۔

شب قدر ہوچکی ہے۔ اور اب رمضان المبارک کے باسعادت اور مبارک دنوں میں سے صرف تین یا چار دن باقی رہ گئے ہیں۔ کیا ہم اس ماہ مقدس کے باقی ماندہ شب وروز کے سعید لمحوں کو غنیمت جان کر اپنی عاقبت سنوارنے کا اہتمام کرتے ہیں؟ ہمیں اپنے گریبانوں میں جھانک کر سوچنا چاہئے کہ ہم اس ماہ مبارک کا حق کہاں تک ادا کرپاتے ہیں۔ اور بالخصوص لیلۃ الجائزۃ'' انعام والی رات'' چاندرات میں تو ہم مکمل طور پر بازاروں کی زینیت بن جاتے ہیں

لیلۃ الجائزہ۔ انعام والی رات۔ بہت سے لوگ لاک ڈاؤن کے باوجود عید کی خریدی کے نام پر بازاروں کی زینت بنتے نظر آرہے ہیں۔ پورے رمضان میں ہمیں مساجد میں عبادت کا موقع نہیں مل سکا۔ اس کے باوجود بھی ہم بازار جانا پسند کریں گے؟ کیا ہماری عید نئے کپڑوں کے بغیر نہیں ہوسکے گی؟ افسوس صد افسوس!

حلقۂ ذکر الٰہی، تعلیمات اسلامی ودینی تربیتی مجالس

بروز جمعرات

☆ بعد عصر تا مغرب: حلقۂ ذکر جہری ووعظ (بمقام درگاہ حضرت سیدنا میر شجاع الدین صاحب قبلہ رحمت اللہ علیہ، عیدی بازار حیدرآباد)۔

بروز جمعہ

☆ 2-00 تا 3-00 بجے: خطاب، علامہ مولانا سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ (بمقام جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد) نماز جمعہ بوقت 3-15 بجے

☆ بعد نماز جمعہ: مجلس درود وذکر، نذرانۂ سلام بحضور خیر الانام ﷺ۔

بروز ہفتہ

☆ دینی تربیتی کیمپ

بعد مغرب تا اتوار کی عشاء

ذکر واذکار، وظائف و درود، فقہی وبنیادی مسائل، تذکرۃ الاولیاء، مراقبہ، پنجگانہ نمازوں کے علاوہ تہجد واشراق کی عملی تربیت

(بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

بروز اتوار

☆ دوپہر 2 تا 3 بجے: حلقۂ ذکر، درس حدیث، خطبات غوث الاعظمؓ، فقہی مسائل، تذکرۃ الاولیاء۔

بروز پیر

☆ بعد نماز مغرب تا عشاء حلقہ ذکر ودرس بمقام بارگاہ حضرت حافظ سید عبداللہ شاہ شہیدؒ عیدی بازار، حیدرآباد۔

بروز منگل

☆ مغرب تا عشاء: درس تصوف، سوال وجواب (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ)

☆ بعد گیارہ روزہ محافل

روزانہ: بعد نماز مغرب ذکر جہری (بمقام خانقاہ شجاعیہؒ، عقب جامع مسجد شجاعیہ چارمینار، حیدرآباد۔

زیرنگرانی وزیرسرپرستی

حضرت العلامہ مولانا

سید شاہ عبیداللہ قادری، آصف پاشاہ صاحب قبلہ

سجادہ نشین بارگاہ شجاعیہؒ، متولی وخطیب جامع مسجد شجاعیہؒ، چارمینار حیدرآباد۔

زیرانتظام:

انجمن خادمین شجاعیہؒ آندھراپردیش

040-66171244

تصانیف شعبہ نشر واشاعت انجمن خادمین شجاعیہ

☆ کشف الخلاصہ ☆ مناجات ختم قرآن مجید ☆ دینی تعلیمی نصاب

☆ خطبات شجاعیہؒ ☆ سیرت شجاعیہؒ ☆ مناقب شجاعیہؒ

☆ دل کی بیماریاں اوران کا علاج ☆ رسالہ فضائل رمضان ☆ اوراد ووظائف

Books of Shujaiya Anjuman-e-Khadimeen

☆Kashful Qulasa ☆Munajat-e-Khatm-e-Quran ☆Deeni Taleemi Nisab ☆Qutbat-e-Shujaiya ☆Seerat-e-Shujaiya ☆Manaqab-e-Shujaiya ☆Dil Ki Bimariyan aur inka Ilaaj

Books Available at : کتابیں حاصل کرنے کے لیے رابطہ کریں

#:Khanqahe Shujaiya, Backside Jama Masjid Shujaiya Charminar Hyderabad. **PH:040-66171244**

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

28 مارچ 2025 ء

سورۃ الاعراف

.1 اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی طرف سے بیزاری (ودست برداری) کا اعلان ہے ان مشرک لوگوں کی طرف جن سے تم نے (صلح وامن کا) معاہدہ کیا تھا (لیکن اُنہوں نے معاہدہ توڑتے ہوئے حالتِ جنگ کو پھر بحال کر دیا)۔ o2. پس (اے مشرکو!) تم زمین میں چار ماہ (تک) گھوم پھر لو (اس مہلت کے اختتام پر تمہیں جنگ کا سامنا کرنا ہوگا) اور جان لو کہ تم اللہ کو ہرگز عاجز نہیں کر سکتے اور بیشک اللہ کافروں کو رسوا کرنے والا ہے۔ o3. (یہ آیات) اللہ اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کی جانب سے تمام لوگوں کی طرف حجِ اکبر کے دن اعلانِ (عام) ہے کہ اللہ مشرکوں سے بے زار ہے اور اس کا رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) بھی (ان سے بری الذمّہ ہے)، پس (اے مشرکو!) اگر تم توبہ کر لو تو وہ تمہارے حق میں بہتر ہے اور اگر تم نے روگردانی کی تو جان لو کہ تم ہرگز اللہ کو عاجز نہ کر سکو گے، اور (اے حبیب!) آپ کافروں کو دردناک عذاب کی خبر سنا دیں o

.6 اور اگر مشرکوں میں سے کوئی بھی آپ سے پناہ کا خواستگار ہو تو اسے پناہ دے دیں تاآنکہ وہ اللہ کا کلام سنے پھر آپ اسے اس کی جائے امن تک پہنچا دیں، یہ اس لئے کہ وہ لوگ (حق کا) علم نہیں رکھتے o

.7 (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے۔ o7. (بھلا) مشرکوں کے لئے اللہ کے ہاں اور اس کے رسول (صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم) کے ہاں کوئی عہد کیوں کر ہو سکتا ہے؟ سوائے ان لوگوں کے جن سے تم نے مسجدِ حرام کے پاس (حدیبیہ میں) معاہدہ کیا ہے سو جب تک وہ تمہارے ساتھ (عہد پر) قائم رہیں تم ان کے ساتھ قائم رہو۔ بیشک اللہ پرہیزگاروں کو پسند فرماتا ہے o.9 انہوں نے آیاتِ الٰہی کے بدلے (دنیوی مفاد کی) تھوڑی سی قیمت حاصل کر لی پھر اس (کے دین) کی راہ سے (لوگوں کو) روکنے لگے، بیشک بہت ہی برا کام ہے جو وہ کرتے رہتے ہیں o

حدیث شریف

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ کہتے ہیں کہ رسول کریم صلی اللہ علیہ وآلہ وسلم نے فرمایا "بہت سے لوگ ایسے ہیں جو بظاہر تو پراگندہ بال اور غبار آلود (یعنی نہایت خستہ حال اور پریشان صورت) نظر آتے ہیں جن کو (ہاتھ یا زبان کے ذریعہ) دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے لیکن وہ (خدا کے نزدیک اتنا اونچا درجہ رکھتے ہیں کہ) اگر وہ اللہ کے بھروسہ پر قسم کھالیں تو اللہ ان کی قسم کو یقیناً پورا کرے۔" (مسلم)

" جن کو دروازوں سے دھکیلا جاتا ہے " اس کا مطلب یہ نہیں ہے کہ وہ لوگ واقعتاً دنیاداروں کے دروازوں پر جاتے ہیں ان کو وہاں سے دھکیلا جاتا ہے کیونکہ جو لوگ اللہ کے لئے دنیا کی ظاہری زینت وعزت کی چیزوں سے دور رہتے ہیں، ان کے بارے میں یہ تصور بھی نہیں ہو سکتا کہ وہ کوئی ایسا کام کریں گے جس سے ذلت اٹھانا پڑے، بلکہ اس جملہ سے مراد یہ ہے کہ اولیاء اللہ کی روحانی عظمتوں کا راز ان کی شکستہ حالی میں پوشیدہ ہوتا ہے اور ان کا ظاہر، ان کے باطن کا اس حد تک سرپوش ہوتا ہے کہ اگر بالفرض وہ کسی کے گھر جانا چاہیں تو لوگوں کی نظر میں ان کی کوئی قدر ومنزلت نہ ہونے کی وجہ سے ان کو دروازہ ہی پر روک دیا جائے مکان میں داخل نہ ہونے دیا جائے۔ اور ظاہر ہے کہ جب وہ دروازوں سے دھکیلے جا سکتے ہیں تو ان کو مجلسوں اور محفلوں میں آنے سے بطریق اولی روکا جا سکتا ہے اور اس میں حکم یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ یہ نہیں چاہتا کہ ان کی حقیقت لوگوں پر ظاہر ہو اور وہ ایسی حالت میں رہیں جس سے لوگ ان کی طرف مائل وملتفت ہوں، تاکہ ان کو اللہ تعالیٰ کے سوا کسی اور سے کوئی انس ورغبت نہ ہو۔ پس حقیقت میں اللہ تعالیٰ ان پاک نفس بندوں کو دنیاداروں اور ظالموں کے دروازوں پر کھڑے رہنے اور ان کے حرام مال کے کھانے پینے سے محفوظ رکھتا ہے، جیسا کہ کوئی شخص اپنے مریض کو آب وہوا اور نقصان دہ غذاؤں سے بچانے کی کوشش کرتا ہے۔ چنانچہ وہ لوگ اپنے مولیٰ کے در کے علاوہ اور کسی دروازے پر حاضری نہیں دیتے اور اپنے کمال استغناء اور بے نیازی کی وجہ سے اپنے پروردگار کے علاوہ کسی دوسرے کے آگے ہاتھ نہیں پھیلاتے۔

"اور اگر وہ اللہ پر قسم کھائیں الخ" کا مطلب یہ ہے کہ اگر وہ اللہ پر اعتماد کر کے اور اس کی قسم کھا کر یہ کہہ دیں کہ اللہ تعالیٰ فلاں کام کرے گا یا فلاں کام نہیں کرے گا تو اللہ تعالیٰ ان کی قسم کو سچا کرتا ہے بایں طور کہ ان کے کہنے کے مطابق اس کام کو کرتا ہے یا نہیں کرتا۔

رمضان المبارک کے آخری ایام میں غفلت

دنیا کی کسی چیز کو قرار وثبات نہیں۔ کلی کھلتی ہے، مسکراتی ہے، پھر مرجھا جاتی ہے۔ سورج طلوع ہوتا ہے، اپنے شباب پر آتا ہے، پھر ڈھلتا ہے اور غروب ہو جاتا ہے۔ رات کی تاریکی چھاتی ہے، تارے جھلملانے لگتے ہیں، پھر سورج کی کرنیں رات کی تاریکی کو سپیدہ سحر میں تبدیل کر دیتی ہیں۔ اسی طرح رمضان المبارک اپنی بے شمار نعمتوں اور برکتوں کے ساتھ ہم پر سایہ فگن ہوا، اپنے انوار وبرکات میں ہمیں ڈھانپ لیا اور اب اس کی جدائی کا وقت آ گیا۔ رمضان ہمارے پاس چند دنوں کے لئے مہمان بن کر آیا، تاکہ وہ ہمارے ساتھ رہ کر ہمارے دل کا زنگ دھو دے اور اللہ تعالی اور اس کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم کی محبت واطاعت کا رنگ چڑھا دے۔ تقویٰ وخشیت کے بیج بوئے، نیک اعمال سے دل کی کھیتی کو سیراب کر دے، تاکہ ہم پاکیزہ و پرسکون زندگی گزار سکیں اور اللہ تعالی کی رضا وخوشنودی سے سرفراز ہوں۔ ہم نے اس مہمان کا استقبال کیا، اس کی خاطر ومدارات کی۔ پھر جوں جوں دن گزرے ہمارے دل سے اس مہمان کی تعظیم وتکریم کم ہوتی چلی گئی اور آخری دہے میں تو خرید وفروخت اور دیگر فضولیات میں منہمک ہو کر اپنے مہمان کو تنہا چھوڑ دیا۔ جب کہ حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم نے رمضان المبارک کا نہ صرف حد درجہ اہتمام فرمایا، بلکہ اپنی ساری امت کو بھی اس کی قدر کرنے اور اس ماہ مبارک میں زیادہ سے زیادہ عبادت کرنے کی تلقین فرمائی۔

حضرت سیدہ عائشہ صدیقہ رضی اللہ تعالیٰ عنہا سے روایت ہے کہ جب رمضان کی آمد ہوتی تو حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کا رنگ متغیر ہو جاتا اور آپ نمازوں کی کثرت فرماتے۔ عاجزی اور آہ زاری سے دعائیں کرتے اور خوف کے آثار ظاہر رہتے۔ (بیہقی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم وقفہ وقفہ سے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم کو بھی رمضان المبارک سے بھرپور استفادہ کی تلقین فرماتے اور اس میں سستی، لاپرواہی اور غفلت سے متنبہ فرماتے۔ چنانچہ حضرت عبادہ بن صامت رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے ایک دن ارشاد فرمایا (جب کہ رمضان شروع ہو چکا تھا) ''برکت والا مہینہ تمہارے پاس آ چکا ہے۔ اس نے تم کو اپنی رحمتوں میں ڈھانپ لیا ہے، اس میں رحمت الٰہی کا نزول ہوتا ہے اور گناہ مٹا دیئے جاتے ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں۔ اس ماہ میں اللہ تبارک وتعالیٰ تمہارے عمل (کار خیر میں ایک دوسرے پر سبقت لے جانے) کو دیکھتا ہے اور تمہاری وجہ سے فرشتوں پر فخر کرتا ہے۔ پس تم اللہ تعالیٰ کو اپنی طرف سے کار خیر کر کے بتاؤ۔ یقیناً بدبخت ہے وہ شخص، جو اس ماہ مبارک میں اللہ تعالیٰ کی رحمت سے محروم ہو جائے''۔ (طبرانی)

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم رمضان کی آمد کے ساتھ ہی کمر ہمت کس لیتے اور رمضان المبارک کے ختم ہونے تک کم سے کم آرام فرماتے اور آخری دہے میں اہل وعیال سے الگ ہو کر اعتکاف میں مشغول ہو جاتے۔ (رواہ ابن خزیمہ۔ احمد)

رمضان المبارک میں حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی عبادات وتعلیمات کو تو ہم نے پڑھا، لیکن ہم اپنی زندگیوں کا جائزہ لیں کہ کس طرح ہم رمضان المبارک کے آخری دہے میں غفلت ولاپرواہی کا شکار ہو گئے، حتی کہ تراویح میں ایک قرآن پاک سن کر نماز تراویح کو بھی خیر باد کہہ دیتے ہیں اور خواتین اپنا یہ قیمتی وقت خرید وفروخت میں گزار دیتی ہیں۔ ان کو نہ فرض نمازوں کی پرواہ ہوتی ہے اور نہ نماز تراویح کے اہتمام کا خیال۔ انھیں اس بات کی بھی فکر نہیں کہ اللہ تعالیٰ کی بارگاہ میں رجوع ہو کر اپنے گناہوں اور خطاؤں کی بخشش ومغفرت طلب کریں۔ جب کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم نے بازار کو سب سے بدترین مقام قرار دیا ہے اور حتی الامکان بازاروں میں گھومنے پھرنے سے منع فرمایا ہے۔ آپ ﷺ نے فرمایا ''تم راستوں پر بیٹھنے سے بچو'' (اور اگر بیٹھتے ہو تو راستے کا حق ادا کرو) یعنی ''نگاہوں کو نیچی رکھنا، تکلیف دہ چیز کو دور کرنا، سلام کا جواب دینا، نیکی کا حکم دینا اور برائی سے روکنا''۔ (بخاری ومسلم)

عید کی خوشی اور اس کی تیاری کرنا، نئے لباس پہننا، زینت کا اظہار کرنا، درحقیقت اللہ تعالیٰ کا شکر ادا کرنا ہے، لیکن خرید وفروخت میں مصروف ہو کر فرائض کو ترک کرنا اور اپنے لئے بخشش ومغفرت طلب کرنے کی بجائے غفلت اور لاپرواہی میں وقت گزارنا، کس قدر نامعقول بات ہے۔ بہتر تو یہ ہے کہ عید کی تیاری رمضان المبارک سے قبل کر لی جائے، تاکہ یکسوئی سے ماہ رمضان میں عبادتیں کی جائیں اور اگر کچھ ضروری چیز رہ گئی ہو تو اس کی خریداری بقدر ضرورت کر لی جائے۔

بازاروں کی صورت حال کچھ ایسی ہے کہ جوان لڑکیاں سرپرستوں کے بغیر عید کی شاپنگ کے نام پر نکلتی ہیں، بازاروں میں گھنٹوں اپنا وقت صرف کرتی ہیں، دوکان میں کام کرنے والے لڑکوں سے بے جا گفتگو کرتی ہیں، علاوہ ازیں جو شر پسند نوجوان لڑکے بُری نیت سے بازاروں میں گھومتے ہیں، رمضان کی مبارک ساعتوں میں رحمت الٰہی کے حقدار ہونے کی بجائے اللہ تعالیٰ کی لعنت کے مستحق ہوتے ہیں۔

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ تعالیٰ عنہ سے روایت ہے کہ حضور نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم منبر پر تشریف لائے اور تین مرتبہ آپ نے آمین کہا۔ صحابہ کرام کے استفسار پر آپ نے فرمایا کہ ''جبرئیل علیہ السلام میرے پاس آئے اور کہا جو شخص رمضان کو پائے اور اس کی بخشش نہ ہو تو وہ آگ میں گیا (یعنی اللہ تعالیٰ نے اس کو اپنی رحمت سے دور کر دیا)۔ میں نے آمین کہا۔ انھوں نے کہا جو شخص اپنے ماں باپ کو یا ان میں سے کسی ایک کو پائے اور ان کے ساتھ حسن سلوک نہ کرے اور انتقال کر جائے تو وہ آگ میں گیا اور اللہ نے اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا۔ میں نے کہا آمین۔ پھر حضرت جبرئیل علیہ السلام نے کہا جس شخص کے پاس میرا (یعنی حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کا) ذکر ہوا اور وہ مجھ پر درود نہ پڑھے اور انتقال کر جائے تو وہ آگ میں گیا اور اللہ نے اس کو (اپنی رحمت سے) دور کر دیا۔ (اس پر بھی) میں نے آمین کہا''۔ (ابن حبان)

رمضان المبارک میں رحمت الٰہی جوش میں ہوتی ہے، مغفرت کے پروانے بٹتے ہیں، دعائیں قبول ہوتی ہیں، مانگنے والے محروم نہیں ہوتے، مرادیں بر آتی ہیں، دربارِ الٰہی سے ہاتھ محروم نہیں لوٹائے جاتے۔ ایسے مبارک مہینہ کو ضائع کرنا اور اس سے کما حقہ استفادہ نہ کرنا کم نصیبی ہے۔ اللہ تعالیٰ ہم سب کو رمضان المبارک کی خصوصی رحمتوں سے سرفراز فرمائے اور اس کے ماباقی لمحات کی قدر کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔ اور آخری عشرہ میں ہمیں کثرت سے توبہ واستغفار کرنے کی توفیق عنایت فرمائے جو دوزخ سے خلاصی کا عشرہ ہے۔ اللہ تعالی ہمارے روزوں اور تراویحوں کو قبول فرمائے۔ (آمین)

شجاعیہ ٹائمز

معلوماتی

28مارچ 2025 ء

صدقۂ فطر۔احکام ومسائل

زکاۃ کی دوقسمیں ہیں: زکاۃ المال: یعنی مال کی زکاۃ جو مال کی ایک خاصمقدار پر فرض ہے۔زکاۃ الفطر: یعنی بدن کی زکاۃ،اس کوصدقۃ فطر کہا جاتا ہے۔صدقہ فطر کیا ہے: فطر کے معنی روزہ کھولنے یا روزہ نہ رکھنے کے ہیں۔شرعی اصطلاح میں اُس صدقہ کا نام صدقہ فطر ہے جو ماہ رمضان کے ختم ہونے پر روزہ کھل جانے کی خوشی اورشکریہ کے طور پرادا کیا جاتا ہے، نیز صدقہ فطر رمضان کی کوتاہیوں اور غلطیوں کا کفارہ بھی بنتا ہے، جیسا کہ حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہ سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ارشاد فرمایا: صدقہ فطر روزہ دار کی بے کار بات اور فحش گوئی سے روزے کو پاک کرنے کے لئے اورمساکین کوکھانا کھلانے کے لئے مقرر کیا گیا ہے۔(ابوداود)

صدقہ فطر مقرر ہونے کی وجہ: عیدالفطر میں صدقہ اِس واسطے مقرر کیا گیا ہے کہ اِس میں روزہ داروں کے لئے گناہوں سے پاکیزگی اور اُن کے روزوں کی تکمیل ہے۔نیز مالداروں کے گھروں میں تو اُس روز عید ہوتی ہے،مختلف قسم کے پکوان پکتے ہیں،اچھے کپڑے پہنے جاتے ہیں، جبکہ غریبوں کے گھروں میں بوجہ غربت اسی طرح روزہ کی شکل موجود ہوتی ہے،لہذا اللہ تعالیٰ نے مالدار اور اچھے کھاتے پیتے لوگوں پر لازم ٹھہرایا کہ غریبوں کو عید سے پہلے صدقہ فطر دے دیں تا کہ وہ بھی خوشیوں میں شریک ہو سکیں،وہ بھی اچھا کھا پی سکیں اوراچھا پہن سکیں۔

صدقہ فطر کا وجوب: متعدد احادیث سے صدقہ فطر کا وجوب ثابت ہے۔

** حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے صدقہ فطر مسلمانوں پر واجب قرار دیا ہے خواہ وہ غلام ہو یا آزاد، مرد ہو یا عورت، چھوٹا ہو یا بڑا۔ (بخاری ومسلم) ** حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے رمضان کے آخر میں ارشاد فرمایا کہ اپنے روزوں کا صدقہ نکالو۔(ابوداود) **اسی طرح حدیث میں ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مکہ مکرمہ کی گلیوں میں ایک منادی کو اعلان کرنے کے لئے بھیجا کہ صدقہ فطر ہر مسلمان پر واجب ہے خواہ مرد ہو یا عورت، آزاد ہو یا غلام، چھوٹا ہو یا بڑا۔(ترمذی)

صدقہ فطر کس پر واجب ہے:

حضور اکرم کے اقوال کی روشنی میں امام ابوحنیفہؒ کی رائے کے مطابق جو مسلمان اتنا مالدار ہو کہ ضروریات سے زائد اُس کے پاس اُتنی قیمت کا مال واسباب موجود ہو جتنی قیمت پر زکاۃ واجب ہوتی ہے تو اُس پر عیدالفطر کے دن صدقہ فطر واجب ہوگا، چاہے وہ مال واسباب تجارت کے لئے ہو یا نہ ہو، چاہے اُس پر سال گزرے یا نہیں۔غرضیکہ صدقہ فطر کے وجوب کے لئے زکاۃ کے فرض ہونے کی تمام شرائط کا پایا جانا ضروری نہیں ہے۔ دیگر علماء کے نزدیک صدقہ فطر کے وجوب کے لئے نصاب زکاۃ کا مالک ہونا بھی شرط نہیں ہے یعنی جس کے پاس ایک دن اورایک رات سے زائد کی خوراک اپنے اور زیر کفالت لوگوں کے لئے ہوتو وہ اپنی طرف سے اور اپنے اہل وعیال کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرے۔

صدقہ فطر کے واجب ہونے کا وقت:

عیدالفطر کے دن صبح ہوتے ہی یہ صدقہ واجب ہوجاتا ہے۔لہذا جو شخص صبح ہونے سے پہلے ہی انتقال کر گیا تو اُس پر صدقہ فطر واجب نہیں ہوا اور جو بچہ صبح سے پہلے پیدا ہوا تو اُس کی طرف سے صدقہ فطر ادا کیا جائے گا۔

صدقہ فطر کی ادائیگی کا وقت:

صدقہ فطر کی ادائیگی کا اصل وقت عیدالفطر کے دن نمازِ عید سے پہلے ہے البتہ رمضان کے آخر میں کسی بھی وقت ادا کیا جاسکتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے حکم دیا کہ صدقہ فطر نماز کے لئے جانے سے قبل ادا کردیا جائے۔ (بخاری ومسلم شریف) حضرت نافعؒ سے روایت ہے کہ حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما گھر کے چھوٹے بڑے تمام افراد کی طرف سے صدقہ فطر دیتے تھے حتی کہ میرے بیٹوں کی طرف سے بھی دیتے تھے اور عیدالفطر سے ایک یا دو دن پہلے ہی ادا کر دیتے تھے۔(بخاری شریف) نمازِ عیدالفطر کی ادائیگی تک صدقہ فطر ادا نہ کرنے کی صورت میں نمازِ عید کے بعد بھی قضا کے طور پر دے سکتے ہیں لیکن اتنی تاخیر کرنا بالکل مناسب نہیں ہے کیونکہ اِس سے صدقہ فطر کا مقصود ومطلوب ہی فوت ہوجاتا ہے۔حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما کی حدیث کے الفاظ ہیں کہ جس نے اسے نماز عید سے پہلے ادا کردیا تو یہ قابل قبول زکاۃ (صدقہ فطر) ہوگی اور جس نے نماز کے بعد اسے ادا کیا تو وہ صرف صدقات میں سے ایک صدقہ ہی ہے۔(ابوداود) لہذا نماز عید سے قبل ہی صدقہ فطر ادا کریں۔

صدقہ فطر کی مقدار: کھجور اور کشمش کو صدقہ فطر میں دینے کی صورت میں علماء امت کا اتفاق ہے کہ اس میں ایک صاع (نبی اکرم ﷺ کے زمانہ کا ایک پیمانہ) صدقہ فطر ادا کرنا ہے البتہ گیہوں کو صدقہ فطر میں دینے کی صورت میں اس کی مقدار کے متعلق علماء امت میں زمانہ قدیم سے اختلاف چلا آرہا ہے۔اکثر علماء کی رائے ہے کہ گیہوں میں آدھا صاع صدقہ فطر میں ادا کیا جائے۔حضرت عثمان، حضرت ابوہریرہ، حضرت جابر، حضرت عبداللہ بن عباس، حضرت عبداللہ بن زبیر اور حضرت اسماء رضی اللہ عنہم سے صحیح سندوں کے ساتھ گیہوں میں آدھا صاع مروی ہے۔علماء بھی مندرجہ ذیل احادیث کی روشنی میں فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر میں گیہوں آدھا صاع ہے، یہی رائے مشہور ومعروف تابعی حضرت امام ابوحنیفہؒ کی بھی ہے۔

صدقہ فطر میں آدھا صاع گیہوں کے دلائل:

* حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ ہم جَو یا کھجور یا کشمش سے ایک صاع صدقہ فطر دیا کرتے تھے یہاں تک کہ حضرت امیر معاویہ رضی اللہ عنہ مدینہ منورہ تشریف لائے تو لوگوں نے گیہوں سے صدقہ فطر نکالنے کے سلسلہ میں ان سے گفتگو کی تو آپ نے فرمایا کہ گیہوں سے صدقہ فطر میں آدھا صاع دیا جائے، چنانچہ لوگوں نے اسی کو معمول بنا لیا۔(صحیح بخاری وصحیح مسلم شریف)۔ریاض الصالحین کے مصنف اور صحیح مسلم کی سب سے زیادہ مشہور ومعروف شرح لکھنے والے امام نوویؒ نے صحیح مسلم کی شرح میں تحریر کیا ہے کہ اسی حدیث کی بنیاد پر حضرت امام ابوحنیفہؒ اور دیگر فقہاء نے گیہوں سے آدھے صاع کا فیصلہ کیا ہے۔* نبی اکرم ﷺ نے ارشاد فرمایا: گیہوں کے ایک صاع سے دو آدمیوں کا صدقہ فطر ادا کرو۔کھجور اور جو کے ایک صاع سے ایک آدمی کا صدقہ فطر ادا کرو۔(دار قطنی، مسند احمد)

* حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ نبی اکرم ﷺ نے صدقہ فطر میں ایک صاع کھجور یا ایک صاع جَو ضروری قرار دی۔صحابہ کرامؓ نے گیہوں کے آدھے صاع کو اس کے برابر قرار دیا۔(بخاری ومسلم)

* حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ فرماتے ہیں کہ صدقہ فطر ہر چھوٹے بڑے اور آزاد و غلام پر گیہوں کا آدھا صاع اور کھجور و جو کا ایک صاع ضروری ہے۔(اخرجہ عبدالرزاق)

* حضرت اسماء رضی اللہ عنہا صدقہ فطر میں گیہوں کا آدھا صاع اور کھجور و جو کا ایک صاع ادا کرتی تھیں۔(اخرجہ ابن ابی شیبہ)

وضاحت: صحیح بخاری وصحیح مسلم میں حدیث ہے کہ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ صدقہ فطر میں ایک صاع جو یا ایک صاع کھجور یا ایک صاع کشمش یا ایک صاع پنیر یا ایک صاع کھانے کی اشیاء سے دیا جائے اور کھانے کی اشیاء سے مراد جو یا کھجور یا پنیر یا کشمش ہے جیسا کہ اس حدیث کے خود راوی صحابی رسول حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نے حدیث کے آخر میں وضاحت کی ہے۔لیکن اس میں کسی بھی جگہ گیہوں کا تذکرہ نہیں ہے، غرضیکہ نبی اکرم ? کے اقوال میں کسی بھی جگہ مذکور نہیں ہے کہ گیہوں سے ایک صاع دیا جائے، ہاں حدیث کی ہر مشہور ومعروف کتاب حتی کہ صحیح بخاری وصحیح مسلم میں موجود ہے کہ صدقہ فطر میں گیہوں دینے کی صورت میں صحاب? کرام آدھا صاع (یعنی تقریباً پونے دو کیلوگرام) گیہوں دیا کرتے تھے جیسا کہ مندرجہ بالا احادیث میں مذکور ہے۔

*اکثر علماء کے قول کے مطابق جو یا کھجور یا کشمش کا ایک صاع (تقریباً ساڑھے تین کیلو) یا گیہوں کا نصف صاع (تقریباً پونے دو کیلو) یا اسکی قیمت صدقہ فطر میں ادا کرنی چاہئے لیکن اختلاف سے قطع نظر اگر کسی کو اللہ تعالیٰ نے وسعت دی ہے اور وہ گیہوں سے بھی ایک صاع یا اس کی قیمت دینا چاہتا ہے تو یہ اس کے لئے بہتر ہے۔

کیا غلہ واناج کے بدلے قیمت دی جاسکتی ہے؟

حضرت امام ابوحنیفہؒ، حضرت امام بخاریؒ، حضرت عمر بن عبدالعزیزؒ، حضرت حسن بصریؒ، علماء احناف اور دیگر محدثین وفقہاء وعلماء نے تحریر کیا ہے کہ غلہ واناج کی قیمت بھی صدقہ فطر میں دی جاسکتی ہے۔زمانہ کی ضرورت کو دیکھتے ہوئے اب تقریباً تمام ہی مکاتب فکر کا اتفاق ہے کہ عصر حاضر میں غلہ واناج کے بدلے قیمت بھی دی جاسکتی ہے۔صدقہ فطر میں گیہوں کی قیمت دینے والے حضرات تقریباً پونے دو کیلو گیہوں کی قیمت بازار کے قیمت کے اعتبار سے ادا کریں اور جو مالدار حضرات کھجور یا کشمش سے صدقہ فطر ادا کرنا چاہیں تو وہ ایک صاع یعنی تقریباً ساڑھے تین کیلو کی قیمت ادا کریں،اس میں غریبوں کا فائدہ ہے۔

صدقہ فطر کے مستحق کون ہیں؟

صدقہ فطر غریب وفقیر مساکین کو دیا جائے،

صدقہ فطر دوسرے شہر یا دوسرے ملک بھیجا جاسکتا ہے:

ایک شہر سے دوسرے شہر میں صدقہ فطر بھیجنا مکروہ ہے (یعنی جہاں آپ رہ رہے ہیں مثلاً ریاض میں تو وہیں صدقہ فطر ادا کریں)۔ہاں اگر دوسرے شہر یا دوسرے ملک میں غریب رشتہ دار رہتے ہیں یا وہاں کے لوگ زیادہ مستحق ہیں تو اُن کو بھیج دیا جائے تو مکروہ نہیں ہے۔

صدقہ فطر سے متعلق چند مسائل:

**ایک آدمی کا صدقہ فطر کئی فقیروں کو اور کئی آدمیوں کا صدقہ فطر ایک فقیر کو دیا جاسکتا ہے۔

** جس شخص نے کسی وجہ سے رمضان المبارک کے روزے نہیں رکھے اُسے بھی صدقہ فطر ادا کرنا چاہئے۔

** آج کل جو نوکر چاکر اجرت پر کام کرتے ہیں ان کی طرف سے صدقہ فطر ادا کرنا مالک پر واجب نہیں ہے۔

لیلۃ الجائزہ ۔ انعام والی رات

چاندرات ؛احادیث میں اسے لِیلۃ الجائزہِ (انعام کی رات) کا نام دیا گیا ہے۔اس رات کو عبادت کرنے کے بھی ویسے ہی فضائل ہیں، جو رمضان کی راتوں کے ہیں۔حضرت معاذ بن جبل سے روایت ہے حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا: جو کوئی ان پانچ راتوں میں عبادت کرے، اس کے لئے جنت واجب ہو جاتی ہے۔شب ترا و یہ ،شب عرفہ (آٹھ اور نو ذی الحجہ کی رات) شب عیدالاضحیٰ، شب عیدالفطر۔اور شعبان کی پندرھویں رات (ترغیب وترہیب)،عیدالفطر کی شب اور اس کا دن انعامات الٰہی کی وصولی اور خوشنودی حاصل ہونے کا مبارک موقع ہے۔ہم نے اس کو ان کی ناراضگی کا سبب بنانے میں کوئی کسر اٹھا نہیں رکھی اور تعجب ہے کہ ہم ایسی باتوں کو گناہ بھی نہیں سمجھتے۔

بہر کیف ؛ رمضان المبارک کے آخری دس دن اور ان کی راتیں ،عید اور شب عید بڑی مبارک ہیں اور صرف اور صرف آخرت کمانے کا بہترین سیزن ہے۔بندہ مئومن جس کی زندگی کا مقصد صرف حق تعالیٰ کی رضا اور جنت کا حصول ہے،اس کا طرز عمل اس حوالے سے باقی سارے عوام سے بالکل مختلف ہونا چاہیے۔اب آپ ہی بتایئے ،آخری عشرہ مسجد یا بازار کا ؟ایک حدیث پاک میں ہے ؛اللہ کے نزدیک سب سے پسندیدہ جگہیں مساجد، جبکہ ناپسندیدہ جگہیں بازار ہیں۔(مشکوٰۃ)

اگر ایک مزدور کام کرنے کے بعد مالک سے اپنی اجرت نہ لے تو ہم اس کو عقلمند نہیں کہہ سکتے ، یہ انتہائی بدنصیبی کی بات ہے کہ اللہ تو آپ کو مزدوری دینا چاہتا ہے مگر ہم نافرمانی میں مزدوری نہیں لیتے،

عیدالفطر کی رات کو حدیث میں ،لیلۃ الجائزہ ،یعنی انعام کی رات فرمایا گیا ہے۔حدیث کا مفہوم ہے،جس شخص نے دونوں عیدوں کی راتوں کو ثواب کا یقین رکھتے ہوئے روزہ رکھا (عبادت میں مشغول اور گناہ سے بچا رہا) تو اس کا دل اس (قیامت کے) دن نہ مرے گا جس دن لوگوں کے دل (دہشت سے) مردہ ہو جائیں گے۔(فضائل رمضان) صرف دو رکعت نفل نماز پڑھنے سے بھی ثواب ملے گا سبحان اللہ۔اگر دنیاوی کاموں میں مصروف ہو کر زبان دل میں بھی ورد کریں تو تب بھی ثواب ملے گا۔اللہ ہمیں بہترین ثواب حاصل کرنے کی توفیق عطا فرمائے۔

Edited, Printed, Published & Owned by : Syed Shah Obaidullah Qadri, Managing Editor: S.M.Ibrahim Qadri, Sub-Editor: Syed Baquar
Print at: Aijaz Printing Press S.No. 22-8-81, Chatta Bazar, Hyderabad. Published from:Office Shujiya Times D.No.22-5-918/15/A, Charminar Hyderabad-2. PH:66171244,Tel/Fax:24515253, Email:shujaiyatimes@yahoo.com, Facebook:Shujaiyatimes.HYD Website: www.shujaiya.com